SP-No 21 / 2006

حرمت شراب سے متعلق تحقیقی مقالہ

اعداد = قاضی فضل الٰہی

درخواست گزار جناب ڈاکٹر محمد اسلم خاکی نے آئین کی دفعہ ۲۰۳ ڈی کے تحت امتناع منشیات سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۷۹ کے دفعہ F-2 دفعہ 8 اور دفعہ 25 کو احکام اسلام سے متصادم ہونے کی بناء پر عدالت ہذا کے سامنے چیلنج کیا ہے درخواست گزار کا پہلا اعتراض یہ ہے- دفعہ F-2 کے تحت حد کی جو تعریف کی گئی ہے وہ یہ ہے- "Hadd means punishment ordained by Holy Quran and Sunnah" (حد سے مراد وہ سزائیں ہیں جنہیں قرآن یا سنت نے مقرر کی ہو) لیکن جرم شراب نوشی کی سزا نہ تو قرآن میں مقرر ہے اور نہ سنت میں- لہذا اس تعریف میں تعارض ہے-

دفعہ 8 کے تحت جرم شراب نوشی کو حد تصور کیا گیا ہے "Drinking liable to Hadd" جبکہ دفعہ ۲۵ کے تحت ارتکاب جرم شراب نوشی کی کوشش یا Attempt پر سزا مقرر کی گئی ہے، جو کہ درخواست گزار کے نزدیک اسلامی احکام کے مطابق نہیں ہے- ان امور پر درج ذیل سطور میں سیر حاصل بحث ہوگی-

شراب نوشی کی حرمت اور اسکی حکمت

اللہ تعالی نے انسان کو اس دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ وہ یہ دیکھ لے کہ انسان اس مختصر عرصے کے دوران کس طرح عمل کرتا ہے- اسی وجہ سے اس دنیا کو دارالامتحان بھی کہا جاتا ہے- اس دنیا میں انسان کو موت وحیات، بیماری، مالی مشکلات، اولاد کی پرورش اور دیگر ایسی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے- بسا اوقات انسان میں ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے، اور وہ مقصد حیات کو پیش نظر نہ رکھتے ہوئے، ایمان کی کمزوری کے باعث شراب، جوا اور دوسری مختلف لہولعب میں مبتلا ہو کر غم غلط کرنے کی کوشش کرتا ہے- دراصل یہ روحانی خلا ہے- اس خلا کو پر کرنے کیلئے شراب اور دوسری خرافات سے بھرنے کی سعی لاحاصل کی جاتی ہے- حقیقت یہ ہے کہ ربانی نظام حیات میں انسانی نفس کا علاج موجود ہے- اس نظام کی موجودگی میں انسان کو شراب نوشی کی آغوش میں پناہ لینے اور جھوٹے تخیلات میں گم ہو کر سکون تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی- یہ نظام یا اسلامی روح اس بات کی استطاعت رکھتی ہے کہ انسان کو شراب کے بندھن سے مضبوط دینی اعتقاد کے ذریعہ آزاد کردے، اور انسانیت کو اس مغربی تمدن کے اثرات سے نجات دلا دے، جس کا جال پورے اطراف عالم کو اپنے احاطے میں لیئے ہوئے ہے- دراصل مغربی دنیا یہ چاہتی ہے کہ ہم ہر میدان میں انکی متابعت کریں، وہ اپنی اس کوشش میں اپنے مضبوط میڈیا کی وساطت سے کامیاب بھی ہو چکے ہیں- ہماری نئی نسل اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں اور اسلام کے عظیم اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر اہل مغرب کی ناکام و بے اثر طرز حیات کو اپنانے میں فخر محسوس کرتی ہے-

اسلام نے آج سے چودہ سو سال قبل امتناع شراب کا قانون نافذ کیا تھا، اور اسی وقت یہ کہا تھا کہ اس کے نقصانات زیادہ ہیں- اب جدید سائنسی تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ شراب نوشی کے اتنے نقائص ہیں کہ غیر اسلامی دنیا بھی نظریہ حرمت شراب قبول کرنے کیلئے تیار ہو چکی ہے، اور اس اسلامی نظریئے کو اپنانے کیلئے تیار ہے، جس نظریئے کی جانب اسلام، دنیا کو صدیوں سے دعوت دے رہا ہے-

اسلامی نقطۂ نگاہ سے شراب کے ممنوع ہونے اور عملی اعتبار سے اس کے استعمال سے برے اثرات مرتب ہونے پر ہر

مسلمان مرد اور عورت واقف ہیں- ماضی میں دینی احساس مضبوط ہونے کے باعث ہر ایک اپنا دامن بچاتا تھا- اس کے ساتھ ادنی سی نسبت بھی اپنے لئے عار تصور کرتا تھا، لیکن عرصہ دراز تک پورے عالم اسلامی پر غیر مسلموں کا تسلط رہنے اور پھر ان کے رخصت ہو جانے کے بعد انہی کے نقش قدم پر چلنے والوں کی حکمرانی برقرار رہنے کے باعث، دینی اثرات کی گرفت آہستہ آہستہ کمزور پڑ گئی ہے، اور یہ ام الخبائث مسلم معاشرے میں ایک وبا کی صورت میں ہر جگہ پھیل گئی ہے- لیکن اللہ کا شکر ہے کہ موجودہ دور میں اسلامی تحریکیں ہر جگہ بیدار ہو جانے کے باعث، اس جرم کی بیخ کنی کیلئے نبرد آزما ہیں- انشاء اللہ فتح حق کی ہوگی، کیونکہ اصول یہ ہے ''الاسلام یعلو ولا یعلی علیہ'' اسلام ہمیشہ فاتح وکامران رہتا ہے نہ کہ مفتوح-

۲- شراب نوشی کے بارے میں قرآن اور سنت کے احکام-

خمر لغت میں کسی شئے کو پردے میں چھپانے، ڈھانپنے، داخل اور مخلوط ہونے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، جیسے خمر الشئی - ایک شئے کو پردے میں چھپایا، خمر الشہادہ، گواہی کو چھپانا - خمر وجہہ، منہ کو چھپایا اور ڈھانپ لیا - تواری الشئی، کسی شئے کو خوب مخلوط کر دیا، اسی طرح خامرہ الداء، مرض اس کے اندر داخل ہو گیا (۱)-

احناف کے مسلک کی رو سے خمر اس شئے کو کہتے ہیں جو دوسری چیزوں کو چھوڑ کر صرف انگور سے بنائی جائے، اور ان میں بعض نے تمر یعنی کھجور کو خمر کی تعریف میں اللہ تعالی کے اس کلام کے باعث شامل کیا ہے:

''ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون منه سكراً و رزقا حسنا ''(۲)

(اس طرح کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جس کو تم نشہ آور بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی-)

شافعی مسلک والوں نے خمر کی یوں تعریف کی ہے:

'' وحقيقة الخمر المسكر من عصير العنب وان لم يقذف بالذبد وتحريم غيرها منصوص على ذالك ''(۳)

(خمر درحقیقت انگور کے نچوڑ کا نشہ آور مادہ ہے، اگر چہ اس میں جھاگ نہ اٹھی ہو، اور اس کے علاوہ حرمت کے تحت وہ شئے آئے گی جس پر نصوص دلالت کریں)

احناف نے اپنے مسلک کی بنیاد آنحضرت ﷺ کے اس قول پر رکھی ہے''

''حرمت الخمر لعينها والسكر من غيرها''(۴)

(خمر اپنے حقیقی وجود کی بنا د پر حرام ہے، اس کے علاوہ دوسری اشیاء نشہ آور کی بنا پر)

شیعہ زیدیہ کے نزدیک خمر سے مراد:

''الخمر ھی خمر العنب الرطب---------

وکل مسکر من غیرھا یسمی خمر مجازا ویوجب ویستوی فی ذالک کثیرہ وقلیلہ''(۵)

(خمر وہ ہے جو انگور اور تازہ کھجوروں سے بنائی جائے، اور ان کے علاوہ ہر

دوسری نشہ آور شئے کو خمر مجازاً بولا جائے گا اور حد واجب ہوگی اور اس کے
بارے میں اس کی کثرت اور قلت برابر ہے)

جمہور فقہاء یعنی مالکیہ، حنابلہ، امامیہ، شیعہ اور شافعیہ خمر کی یہ تعریف کرتے ہیں ''جو عقل میں فتور پیدا کرے ''ان کے نزدیک ہر نشہ آور شئے خمر ہے اور خمر حرام ہے۔ جس شئے کے اکثر اجزاء نشہ آور ہوں تو اس میں سے ہتھیلی بھر بھی حرام ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے: ''لغت میں خمر ہر اس شئے کو کہتے ہیں جو عقل میں فتور پیدا کرنے والی ہو، اس لئے کہ صحابہ کرام جن میں اکثریت اہل زبان کی تھی، انہوں نے یہی مفہوم لیا کہ خمر سے مراد نشہ آور شئے ہے۔ پس خمر ہر وہ شئے ہے جو عقل میں فتور پیدا کرنے والی، اس پر چھا جانے والی اور بے خودی کی سی کیفیت پیدا کرنے والی ہو۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ خمر اس سے زیادہ کچھ عمل انجام نہیں دیتی، وہ دماغ کے ان اعلیٰ حصوں پر چھا جاتی ہے۔(۶)

فقہ اسلامی میں خمر ہر اس شئے کیلئے استعمال ہوتی ہے جو نشہ آور ہو، خواہ وہ پھلوں سے بنائی گئی ہو یا میٹھی آشیاء مثلاً شہد وغیرہ سے، آگ کے ذریعے تیار کی گئی ہو یا بغیر آگ کے۔ اسی مناسبت سے احادیث کی کتابوں میں وارد ہے:

''لیشربن اناس من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها ''(۷)

(میری امت میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہوگی جو کہ شراب کا نام بدل کر دوسرا نام رکھ کر شراب نوشی کا مرتکب ہونگے

اسی طرح یہ بھی وارد ہے:

''الخمر من ہاتین الشجر تین النخل والعنب''(۸)

خمر دو درختوں سے حاصل ہوتی ہے، کھجور کے درخت اور انگور کی بیل سے)

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں یہ حدیث نقل کی ہے:

''ان الخمر من عصیر الزبیب والتمر والحنطۃ والشعیر والذرۃ وانی انہاکم عن کل مسکر''(۹)

(خمر انگور کے عصیر نچوڑ منقہ، گندم، جو، مکئی سے حاصل کی جاتی ہے میں تمہیں ہر نشہ آور شئے سے منع کرتا ہوں)

امام ابوداود نے حصرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا •••

کل مسکر خمر و کل خمر حرام (۱۰)

(ھر نشہ اور شئے خمر ہے اور خمر حرام ھے)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور فقہاء ہر نشہ آور شئے کو خمر کے حکم میں داخل کرتے ہیں، خواہ وہ کثیر ہو یا قلیل۔ لہذا ہر وہ شئے جو نشہ آور ہو، وہ خمر اعتبار کی جائے گی، چاہے وہ انگور کے عرق سے تیار ہوئی ہو یا کسی اور شئے سے مثلاً کھجور، کشمش، گیہوں، جو، چاول وغیرہ سے، پس ہر نشہ آور شئے خمر حرام ہے۔ لہذا جس کا تھوڑا حصہ نشہ آور ہو اس کا ہتھیلی بھر حرام ہے۔ لیکن

احناف نے اس رائے سے اختلاف کیا ہے، وہ کہتے ہیں صرف خمر کا پینا مئے نوشی کے ذیل میں آتا ہے، کم مقدار میں پیئے یا زیادہ- امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق درج ذیل پر ہوتا ہے:

۱- انگور کا عرق رکھے رکھے گاڑھا ہو جائے، اس میں تیزی آ جائے، اور جھاگ اٹھ جائے، امام ابو یوسف اور امام احمد کے نزدیک عرق انگور گاڑھا ہو کر اور اس میں شدت آ کر خمر بن جاتا ہے، ان کے نزدیک جھاگ اٹھنا شرط نہیں-

۲- انگور کا عرق پکا لیا جائے اور اس کا دو تہائی سے زیادہ خشک ہو جائے اور وہ نشہ آور بن جائے-

۳- کھجور اور کشمش کا پانی جو گاڑھا ہو کر اس میں شدت پیدا ہو جائے اور جھاگ آ جائے-

وہ اس حدیث سے استنباط کرتے ہیں:

''الخمر من ہاتین الشجر تین النخل والعنب'(۱۱)

(خمر دو درختوں سے حاصل ہوتی ہے، کھجور کا درخت اور انگور کی بیل)

ان اقسام کے علاوہ گندم، جو اور مکئی وغیرہ جو عرق کی شکل میں ہو چکی ہوئی ہو، شراب متصور نہ ہوگی- اس کا پینا حلال ہے، الا یہ کہ اس سے نشہ ہو جائے- لیکن اگر نشہ نہ ہو تو پینے والے پر سزا نہیں ہوگی، بلکہ نشہ میں آ جانے پر سزا ہے- اس لئے کہ مسکر فی ذاتہ حرام نہیں، بلکہ وہ مقدار حرام ہے، جس سے نشہ ہو جاتا ہو- امام ابوحنیفہؒ نے مئے نوشی کی سزائیں اور نشہ آور شئے پر، سزائیں فرق کرتے ہوئے کہا ہے کہ حد سزا مئے نوشی دو طرح کی ہیں- ایک حد وہ ہے جو مئے نوشی پر جاری کی جائے، خواہ مئے نوش نشہ ہو یا نہ ہو، کم مقدار میں پیئے یا زیادہ مقدار میں- دوسری صرف نشہ کی حد، یعنی خمر کے علاوہ کسی اور نشہ آور شئے

دنیا اسلام میں عمل آئمہ ثلاثہ کی رائے پر ہے- اس مناسبت سے آج کل کے زمانے کی تمام شرابیں (wine) مع اپنے مختلف انواع و اقسام کے خمر کی تعریف میں آ جاتے ہیں، مثلاً پورٹ، شیری، وڈکا، کلاوٹ ہاک، شمپین اور برانڈی وغیرہ، کیونکہ یہ سب فقہی حدود میں داخل ہو جاتی ہیں-

وفاقی شرعی عدالت نے بھی اپنے ایک اکثریتی فیصلے کی رو سے یہی قرار دیا کہ وہ شراب جو انگور کے علاوہ دوسری اشیاء سے تیار کئے گئے ہوں، حرام ہیں- لفظ ''اجتناب'' حرمت پر دلالت کرتا ہے- لیکن ایک معزز جج نے اس اکثریتی فیصلے سے اختلاف کرتے ہوئے لکھا:

PER JUSTICE AGHA ALI HYDER, MEMBER.

The word used in the two verses 5:93 and 5:94 is" اجتنبوا" which means eschew, avoid or shun.It can never be on a par with unlawful. Avoidance, shunning, or abstention from a thin does not per se connote the doing of that thing as an unlawful of abominable act, Even in verses 5:93 and 94,the meaning of the contents apart, the banned drinks is "the wine

extracted from grape.It is true that there are some traditions atributed to the Propet in which the scope is windened.The authentivity of the traditions apart, the same do not make out clearly as to whether the offenders were in a state of inebriety or stupefaction or had just wetted their lips with a few draughts of wine other than of grages. It cannot therefore be said that their being visted with 40 stripes, or receiving just a mild drubbing was for the mere breach of a standing principle, convering all vintages of wines.There is thus considerable opinion of the jurists led by Imam Abu Hanifa, and followed by later writers, that the points of prohibition except in grape wine reaches when one gets intoxicated and therefore disabled from distinguishing between lawful and unlawful, right and wrong. Where such an apprehension is removed or taken care of, the prohibition is lifted.It will thus appear that wine, which is not heudy and tempentuous does have a place in Heaven. If used in moderation, it does not defile a believer in this world as well. But if some body uses it immoderately, and begins to rant and rave,and "cannot distinguish between the sky and the earth" he has to thank himself for the consequences. The chastisement comes,because he has overstepped the mark, and not because he had merely moistened his lips with it. Qur'an would not call it wholesome drink and food for mankins,or a source of some profit, if a mere touch was uncleans and sinful. Nor canwe just brush aside the considered opinion of stalwarts like Imam Abu Hanifa in regard to its use as the using of an irrelevent mind.(13)

مندرجہ بالا کیس میں وفاقی شرعی عدالت کے اس معزز جج کا مدعا یہ تھا کہ لفظ ''اجتنبوا'' حرمت شراب پر دلالت نہیں کرتا، یعنی اجتناب حرمت کا متبادل نہیں- اس کے علاوہ احناف کی رائے پر اعتماد کرتے ہوئے یہ قرار دیا ہے کہ صرف خمر حرام ہے جو انگور یا کھجور سے بنائی گئی ہو، باقی نبیذوں پر حرمت کا اطلاق نہیں ہوتا- لیکن اکثریتی فیصلہ ان کے خلاف تھا، اسلیے انکا مدعا غیر موثر ہوا-

اس کے علاوہ غلام نبی بنام سرکار میں وفاقی شرعی عدالت نے شراب کی مناسبت سے یہ قرار دیا کہ اضطراری حالت میں جیسے دوسری حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، شراب بھی استعمال کی سکتی ہے- اس کے علاوہ طبی مقاصد کیلیے بھی حسب ضرورت شراب کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے-

'From the verse of the Holy Quran, the principle that can be inferred is that the use of the prohibitted Article is permitted under compulsion of necessity; the use is bona fide; and there is no 'transgressing due limits'Intention is the governing factor and only so much is permitted as is strictly necessary.so far as medimcine is concerned, the physician is the best person to determine what necessary for the cure of his patients; and if he prescribes a medicine containing intoxicant and the patient bona fide uses it for his cure, and keeps to the limit, there is no blame on either.Every illness is serious unless attended to properly and in time.Even what we call ordinary cold may turn into consumption if allowed to go neglected and without medicine.(14)

شراب کے بارے میں قرآن سنت کے احکام

دور جاہلی میں دوسرے خرافات کے ساتھ شراب نوشی بھی زوروں پر تھی- اسلام نازل ہونے کے بعد بھی شراب کو فوری طور پر حرام قرار نہیں دیا گیا- چونکہ یہ برائی عربوں میں انتہائی گہرائی تک سرایت کر چکی تھی اس لیے تدریجاً اسلامی احکام نازل ہوتے رہے- حضورﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اس وقت بھی لوگ شراب پیتے تھے، جوئے کی کمائی کھاتے تھے، پھر ان دونوں چیزوں کے بارے میں لوگ سوالات کرنے لگے- چنانچہ اس کے بعد قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی:

''یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للنا س''(١٥)

(لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجیئے کہ ان دونوں

(چیزوں کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے بعض فائدے بھی ہیں)

لیکن اس آیت کریمہ کے اترنے کے بعد بھی لوگ شراب پیتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن ایسا ہوا کہ مہاجرین میں سے ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، قرات کے دوران آیات ''قل یا ایھا الکافرون'' کو خلط ملط کر دیا، ''لا اعبد'' کی بجائے ''اعبد'' پڑھ لیا- اس کے بعد مزید سخت آیت نازل ہوئی- پہلی آیت میں یہ ظاہر کر کے چھوڑ دیا گیا تھا کہ شراب بری چیز ہے- یہ اللہ تعالی کو پسند نہیں- چنانچہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس پہلی آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی شراب پینا چھوڑ دیا تھا، مگر بہت سے لوگ اسے بدستور استعمال کرتے رہے- سن ۴ ہجری کی ابتداء میں دوسرا حکم نازل ہوا، اور نشے کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا گیا-(١٦)

چونکہ پہلی آیت میں ''منافع للناس'' کا جملہ شامل تھا، اس لئے لوگ یہ کہتے رہے کہ ہم منفعت کیلئے پی رہے ہیں- اس طرح نماز کی امامت کرتے رہے ایک شخص قرآنی آیت غلط پڑھ گیا، جس کے نتیجے میں قرآن حکیم کی یہ درج ذیل آیت نازل ہوئی-

یاایھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلاۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون''(١٧)

حرمت شراب سے متعلق پہلی آیت کے نزول کے وقت حضرت عمرؓ جیسی شخصیت بھی شراب کی عادی تھی- اس پہلی آیت

کے نازل ہونے کے بعد انہوں نے اللہ تعالی سے دعا کی۔۔۔'' اللہم انزل علینا فی الخمر بیانا شافیا''
،(اے اللہ،شراب کے بارے میں ہمیں کافی اور شافی حکم نازل فرما دے، چنانچہ درج ذیل آیت نازل ہوئی:

''یا ایھاالذین آمنوا لاتقربوا الصلاۃ وانتم سکاری''(۱۸)

(اے لوگوں جو ایمان لائے ہو،نماز کے قریب مت جاؤ اس حال میں جب تم نشے کی حالت میں ہو)۔

پہلے اس فعل شنیع کے خلاف نفرت پیدا کی گئی ،اس کے بعد ایک محدود پابندی عائد کی کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ،اس حکم میں بھی ایک فلسفہ تھا-نماز کے اوقات پورے دن میں پھیلے ہوئے ایک دوسرے کے بہت قریب ہوتے ہیں-دونمازوں کے درمیان اتنا وقفہ نہیں ہوتا کہ کوئی نشہ پیئے ،اور اگلی نماز سے قبل اس کا نشہ ٹوٹے ،اور وہ نماز باجماعت پڑھ لے ،اس کا اچھی طرح اسے علم وشعور ہو،شراب نوشی کے بھی خاص اوقات ہوتے ہیں ، بالخصوص شام کا وقت متعین ہوتا ہے-لیکن اس وقت تین نمازوں کے اوقات جمع ہوتے ہیں-مولانا مودودی صاحب اس قرآنی آیت سے متعلق فرماتے ہیں کہ'' آیت میں سکر یعنی نشہ کا لفظ ہے،اس لئے یہ حکم صرف شراب کیلئے خاص نہ تھا، بلکہ ہر نشہ آور چیز کیلئے عام تھا،اور اب بھی اس کا حکم باقی ہے- اگر چہ نشہ آور اشیاء کا استعمال بجائے خود حرام ہے لیکن نشہ کی حالت میں نماز پڑھنا دوسرا عظیم تر گناہ ہے-(۱۹)

جمہور علماء فقہاء یہاں سکر سے مراد شراب کا نشہ لیتے ہیں-صرف ضحاک یہ رائے رکھتے ہیں کہ اس سے مراد نیند کا نشہ ہے-وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

''اذا نفس احدکم فی الصلاۃ فلیر قد حتی یذھب عنہ النوم''(۲۰)

(جس شخص پر نیند کا غلبہ ہورہا ہو اور نماز پڑھنے میں بار بار اونگھ رہا ہو تو اسے نماز چھوڑ کر سو جانا چاہیئے-)

اس قرآنی آیت کے نزول کے بعد بھی لوگ شراب پیتے رہے،حتی کہ حتمی فیصلہ کن آیت نازل ہوئی:

''یا ایھاالذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون — انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ و عن الصلواۃ فھل انتم منتھون''

(اے ایمان والوں،شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں،سو ان سے بچتے رہنا،تاکہ نجات پاؤ-شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے،تو تم کو (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیئے)-

ان آیات کے نزول سے متعلق جس طرح پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رب کریم سے استدعا کی تھی''اللہم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا'' (اے اللہ شراب سے متعلق واضح حکم نازل فرما دے)،اس حتمی آیت کے نزول کے وقت بھی شراب نوشی کا سلسلہ جاری تھا،شراب کا جام ابوطلحہ،ابوعبیدہ بن الجراح،ابودجانہ،معاذ بن جبل،اور سہیل کے درمیان گردش کر رہا تھا،اور ان کے سر نشے سے جھک گئے تھے،اچانک انہوں نے ایک منادی کو اعلان کرتے ہوئے سنا ،لوگو،تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ شراب حرام قرار دے دی گئی ہے،انہوں نے اعلان سنتے ہی شراب بہا دی،شراب سے بھرے مٹکے توڑ دیئے،ان میں سے بعض نے وضو کیا،بعض نے غسل کیا،اور اپنے لباسوں کو خوشبو لگا کر مسجد کی طرف نکل گئے وہاں رسول

اللہﷺ مندرجہ بالا آیت تلاوت فرما رہے تھے۔مسلمانوں نے اس حکم کی تعمیل فوری طور پر اس لیے کی کہ پہلے سے دو آیات نازل ہو چکی تھیں۔

اللہ تعالی نے شراب کو بتوں، ان کی عبادت اور ان پر ذبح کرنے والوں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا، یہ ایسے گناہ ہیں کہ جب تک ان سے توبہ نہ کی جائے، قابل مغفرت بھی نہیں ہیں، یہاں تک کہ انسان اسلام میں دوبارہ داخل ہو۔

مذکورہ بالا قرآنی آیت میں مذکور الفاظ پر بحث از بس ضروری ہے۔ایک تو لفظ منافع کا ذکر ہوا ہے۔یعنی فیہ منافع للناس ''اس میں لوگوں کیلئے فائدہ ہے۔دوسرا لفظ ''اجتنبو'' ہے یعنی شراب سے اجتناب کرو۔بعض معترضیں یہ کہتے ہیں کہ اجتناب اور حرمت ایک ہی معنی نہیں رکھتے۔جہاں تک لفظ منافع کا تعلق ہے، قرآن حکیم نے اس کے ساتھ وضاحت کر لی کہ اثمہما اکبر من نفعہا، گناہ (نقصانات) فوائد سے زیادہ ہیں۔لیکن اس کے باوجود اس بات کا امکان باقی رہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ فوائد ضرور ہیں۔عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ شراب جسم کو گرم رکھتی ہے، انسان کو بہادر اور سخی بناتی ہے، ہاضمہ تیز ہوتا ہے۔اسی طرح شراب کی خرید و فروخت سے مادی فائدہ بھی ہو سکتا ہے۔جس طرح حسان بن ثابت نے اسلام قبول کرنے سے قبل شراب کے بارے میں کہا تھا ''فشربنا فترکنا ملوکا، واسد الاینہتہنا اللقاء''، (ہم اس شراب کو پی کر بادشاہوں کی مانند ہو جاتے ہیں اور ایسے شیر بن جاتے ہیں جن سے مقابلہ خوشگوار ثابت نہیں ہوتا)۔ یہ قرآنی آیات شراب کی حرمت کا پیش خیمہ تھی، اس وقت حرمت بیان نہیں ہوئی تھی۔مفسرین فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے حرمت شراب سے متعلق واضح آیت نازل کی یعنی جب ''انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل اشیطان فاجتنبوہ'' (یہ شراب اور جوا، بت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی)، تو اللہ تعالی نے شراب سے اس کے جملہ منافع سلب کر لیئے۔چنانچہ اس کے بعد اس میں کوئی فائدہ نہیں۔اسی مناسبت سے حضورﷺ کا بھی ارشاد ہے ''ان اللہ تعالی لما حرم الخمر و سلبہا منافع'' (جب اللہ تعالی نے خمر کو حرام قرار دیا تو اس سے اس کے منافع سلب کر لیئے (۲۲) ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ دیلم حمیری نے رسول اللہﷺ سے شراب کے متعلق سوال کیا:

''یا رسول اللہ انا بارض باردۃ نعالج فیہا عملا شدیدا و انا نتخذ شرابا من ہذا القمح فنقوی بہ علی اعمالنا و برد بلادنا قال رسول اللہ ﷺ ہل مسکر قال :نعم ،فاجتنبوہ ، قال ان الناس غیر تارکیہ قال :فان لم یترکوہ فقاتلوہم'' (۲۳)

(اے رسول اللہﷺ، ہم ایک سرزمین میں رہتے ہیں اور وہاں سخت کاموں کا مداوا کرتے ہیں، چنانچہ ہم اس گندم سے ایک مشروب بناتے ہیں، جس سے ہمیں اپنے کاموں پر غالب آنے میں تقویت حاصل ہوتی ہے اور اپنے ملک کی سردی کا مقابلہ کرتے ہیں، رسول اللہﷺ نے فرمایا وہ نشہ آور ہے۔دیلم حمیری نے کہا ہاں: آپﷺ نے فرمایا اس سے باز رہو انہوں نے کہا۔لوگ اس کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، آپﷺ نے فرمایا اگر وہ اس کو نہ چھوڑیں تو ان سے جنگ کرو)

طب جدید نے بھی چودہ سو سال بعد ثابت کر دیا کہ شراب کے نقصانات ہی نقصانات ہیں۔واقعی رب جلیل نے حرمت کے ساتھ ہی وہ منافع واپس لے لیا ہے۔انکے نقصانات زیادہ ہیں جن کا یہاں صرف اشارہ ہی کافی ہے۔جدید اطباء نے یہ

وضاحت کی ہے-سروسس یرقان کی جوایک قسم ہے جس میں Hepatitis بی اورسی اکٹھے حملہ آور ہوتے ہیں جوکہ اس وقت
لاعلاج مرض ہے-اکثر شراب نوشی کی وجہ سے انسان اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے
-انسان کا جگر کام کرنا چھوڑ دیتا ہے-شراب نوشی کے بے شمار طبی نقائص میں سے ایک نقص کی حال ہی میں شائع شدہ جسٹس
حمودالرحمان کمیشن رپورٹ کے درج ذیل اقتباسات پڑھنے سے نشاندہی ہو جاتی ہے-شرابی کے دماغ میں ٹھہراؤ یا انجما کا عمل
پیدا ہوتا ہے-وہ معاملے کی نزاکت کو محسوس نہیں کرتا-سب سے بڑی اسلامی مملکت کے دو ٹکڑے کرنے والے اس وقت کے
جنرل یحییٰ خان کے بارے میں جسٹس حمودالرحمان کمیشن کی رپورٹ میں وارد ہے-

The report mentioned some witnesses who deposed before the commission that yahya drank heavily and evento excess but nobody has said that he was a drukard in the sense that he was ever found bereft of his sense because of drink. Apparently the General was capable of taking his drink very well indeed and the most that he could be said was that he sometimes became more loquacious than usual.

The commission noted that it could not help feel that, even such heavy drinking must have had some effect upon his mental reflexes. The commission said it should have thought that a person who had to carry the heavy loads of both the presidentship and the leadership of the armed forces, would have needed to be more alert specifically during so critical a period as war. But having said that the commission was unable to find any evidence, the HRCR went on to say whatever to indicate this weakness on the part of the General had any other effect upon his official conduct,.That in the critical days of the war he did not visit the operation room more than towice.

The commission noted that it was unable to come to the conclusion that the fact of his drinking too much was the direct cause of his apparent dereliction of duty adding that such a habit of life must necessarily have led to a degree of mental lethargy.

سقوط ڈھاکہ سے متعلق حمودالرحمٰن کمیشن رپورٹ میں اس وقت کے سربراہ مملکت سے متعلق جن حقائق کی نشاندہی کی
گئی ہے،اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ شراب نوشی کے کتنے نقصانات ہیں-دنیا کے سب سے بڑے اسلامی ملک کے سربراہ
جنگ کے نازک موقعوں پر صرف دو دفعہ اپریشن روم آنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں-شراب کے استعمال سے انسان کی دماغی
کیفیت میں خلل واقع ہو جاتا ہے-انسان حالات کی نزاکت کا ادراک نہیں کر پاتا اور زمانہ حالات ان کا انتظار کیے بغیر غیر

موافق اطراف کا رخ کرتے ہیں- یہی ہوا کہ جن ہندوؤں کے اوپر ہم نے ایک ہزار سال تک حکومت کی تھی، ان کے سامنے مسلم فوج ہتیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے - اس لئے اللہ تعالی کی شریعت کا یہ اصول ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہیے کہ "ان الاحکامشرعت لمصالح العباد " (اللہ تعالی کے نازل کردہ تمام احکام کا مقصد لوگوں کے مصالح کی حفاظت ہے -یہی وجہ ہے کہ شراب حرام قرار دی گئی-

حضرت طارق جعفی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ "انما اضعہا للدوا ' (اس شراب کو دوا) کے طور پر تیار کرتا ہوں)،" فقال رسول اللہ ﷺ انہ لیس بدوا ولکنہ داء " (یہ شراب ہرگز دوا نہیں ہے بلکہ مرض ہے (۲۴)-(

آیت کریمہ میں منافع اور مفاسد کا اجتماع اور مقاسد یا اس کے نقصانات کے غالب ہونے کے بارے میں سید قطب لکھتے ہیں کہ " یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چیز یا کوئی فعل بذات خود شر ہی ہو، ہوسکتا ہے کہ شر میں خیر کا بھی کوئی پہلو موجود ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ خیر اور بھلائی میں بھی شر کا کوئی پہلو ہو- لیکن جائز حلال وحرام اور امر و نہی کا دارومدار دراصل غالب خیر یا غالب شر کے لحاظ سے ہوتا ہے- جوئے اور شراب میں چونکہ شر کا پہلو غالب ہے، اس لیے ان چیزوں کی حرمت کیلئے علت بن گئے- (۲۵)ا

اس اصول کو شاطبی نے موافقات مصالح اور مفاسد کے ذیل میں بیان فرمایا ہے- (۲۶)

اب لفظ اجتناب یا اجتنبوا کی وضاحت کرتے ہیں- مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ اجتناب سے حرمت کے دلائل نہیں نکلتے - وفاقی شرعی عدالت اپنے ایک اکثریتی فیصلے میں قرار دیا؛ If the word اجتنبوا in 5:90 is interpreted in the sense of vesting of descretion,it will create an anamoly and it will have to be held that it is not obligatory to shun idole worship.clearly this interpretation will be opposed to the divine intention.Then according to the accepted interpretation the word(رجس) is itself a strong word and connotes ,extremely of evil.The word(رجس من عمل الشیطان)(infamy of satan,s handiwork) are much stronger and could not have been used except in the sense that no Muslim should go near it.The best interpreter of the Holy quran is the Holy Prophet who has according to the generally accepted tradition of Hazrat Aisha and Ibn Abbas said that:کل مسکر حرام any thing which intoxicate is prohibited.الخمر ام الخبائث واکبر الکبائر Liquor is the mother of all evil and the greatest sin.(PLD 1981 page245 Nausher rustan Sidhwa vs State)

قرآن حکیم میں شرک کے بارے میں وارد ہوا ہے:

"ان الله لایغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذالك لمن یشاء" (۲۸)

(اللہ تعالی بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا، اس کے ماسوا دوسرے جس قدر

گناہ ہوں، وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔)

''فاجتنبوا الرجس من الارثان و اجتنبو قول الزور''(۲۹)

(بس بتوں کی نجاست سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو)

زنا ایک کبیرہ گناہ ہے، اس کے بارے میں فرمایا:

"لاتقربوا الزنا انه کان فاحشة و ساء سبیلا "(۳۰)

(زنا کے قریب نہ جاؤ یہ بہت برا فعل ہے اور بڑا ہی برا راستہ ہے)

"ولا تقربوا الفواحش ماظهر منها و مابطن "(۳۱)

(بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ ظاہری ہوں یا مخفی)

اب کوئی یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ زنا کے بارے میں حرمت کا لفظ استعمال نہیں ہوا، لہذا یہ حرام نہیں۔ کیونکہ قرآن میں'' قریب نہ جاؤ'' کا حکم ہے۔ اس طرح کے لفظ ہرگز نہیں پائے جائیں گے، جیسے'' حرمت الفواحش'' یا'' حرمت قول الزور'' وغیرہ۔ یہاں امر اجتناب کا ہوا ہے۔ علماء اصول فرماتے ہیں کہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔

رسول کریم ﷺ مہبط وحی تھے، وہی وحی کے بہترین اور جامع تعبیر کر سکتے تھے۔ آپ کے بے شمار اقوال اور افعال جن کی موجودگی میں حرمت شراب سے متعلق کوئی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حرمت شراب سے متعلق احادیث مبارکہ

شرب خمر سے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے'' کل مسکر خمر و کل خمر حرام'' (۳۲) (ہر نشہ آور شئے خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے)۔ اس طرح آنحضرت ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:'' مااسکر کثیرہ فقلیلہ حرام'' (۳۳) جس شئے کی کثرت نشہ آور ہو تو اس کا قلیل حصہ بھی حرام ہے)۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کی مناسبت سے دس افراد پر لعنت بھیجی ہے:

''لعن رسول الله ﷺ فی الخمر عاصرها و معتصرها و صاربها و ساقیها و حاملها و المحمولة الیه ، بائعها مبتاعها و اهبها و اکل ثمنها ''(۳۴)

(رسول اللہ ﷺ نے خمر کے نچوڑنے والے پر، اس کے نچوڑنے کا حکم دینے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کو اٹھا کر لے جانے پر، جس کے پاس پہنچائی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے ہدیہ یا تحفہ دینے والے پر اور اس کا منافع کھانے والے پر لعنت کی ہے)۔

آج کل کے دور میں فقہاء کے مابین اختلاف مناسبت سے درج ذیل احادیث مبارکہ بہت اہمیت کی حامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تسخلف طائفة من امتی باسم بسمونها اياه ''(۳۵)

(یقیناً میری امت میں سے ایک گروہ شراب کا دوسرا نام رکھ کر اسے حلال قرار دے گا)

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

''لاتذهب اللیالی و الایام حتی تشرب طائفة من امتی الخمر یسمونها بغیر اسمها

(۳۶)"

(گردش لیل ونہار ختم ہونے سے قبل ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب میری امت کا گروہ شراب کا دوسرا نام رکھ کر

اس کو پیئے گا)

اس طرح شراب خور کا ایمان باقی رہنے سے متعلق حدیث وارد ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لایزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وهو مومن ولایشرب الشارب حین بشربها وهو مومن''(۳۷)

(زنا کار جب زنا کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں رہتا اور نہ ہی چور چوری کے وقت مومن رہتا ہے، اور نہ ہی شرابخور شراب پیتے وقت مومن رہتا ہے)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''الخمر ام الخبائث (فواحش) واکبر الکبائر''(۳۸)

(شراب ام الخبائث یا فواحش اور کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے)

اسی طرح یہ بھی حدیث وارد ہے:

''من شرب الخمر فی الدنیا ولم یتب لم یشربها فی الاخرة وان دخل فی الجنة''(۳۹)

(جس شخص نے دنیا میں شراب نوشی کی اور تائب نہیں ہوا تو قیامت کے دن اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائے تو اسے شراب (طہور) سے محروم کیا جائے گا)-

جرم شراب نوشی کی سزا

جرم شراب نوشی سے متعلق قرآن حکیم میں کوئی سزا مقرر نہیں ہوئی- اسی طرح نبی کریم ﷺ نے شراب نوشی کیلئے کوئی مقرر حد سزا (حد) مقرر نہیں فرمائی- آنحضرت کے دور میں کسی خاص سزا کی تعین کئے بغیر شراب پینے والے کو جوتوں، کپڑے کی سونٹیوں اور کھجور کی شاخوں سے پٹوائے جاتے، جبکہ عدد کے اعتبار سے چالیس ضربات کا ثبوت موجود ہے- یہ ضربات جوتوں، ہاتھوں اور درختوں کی شاخوں سے مارے جاتے- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک یہی سلسلہ جاری رہا- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جوتوں کی جگہ کوڑے مارنے کا سلسلہ شروع ہوا- بعد ازاں جب لوگوں میں فسق و فجور زیادہ ہوا تو چالیس کوڑوں کا استعمال زیادہ موثر ثابت نہ ہونے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑوں کے تعداد بڑھا کر (۸۰) اسی کوڑے کر دیئے- اس بناء پر فقہاء کرام کے مابین شراب کی سزا کے بارے میں اختلاف ہے- جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ شراب نوشی کی سزا ۸۰ کوڑے ہیں- وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل یعنی سزا بڑھانے کو اجماع صحابہ سے تعبیر کرتے ہیں- کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورے کے بعد یہ سزا مقرر کی تھی- حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس مشورے کے دوران تشریف فرما تھے- آپ نے فرمایا ہمارے رائے یہ ہے ''اذا شرب سکر و اذا سکر هذا و اذا هذى افترى و حد المفترى ثمانون جلدة''(۴۷) جو شخص شراب پیئے گا اسے نشہ ہوگا- جب نشہ ہوگا تو وہ ہذیان بکے گا اور جو ہذیان بکے گا تو وہ تہمتیں لگائے گا اور تہمت لگانے والے کی سزا اسی کوڑے ہیں-

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک اور قول کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص ولید بن عقبہ کو لایا گیا، اس کے خلاف حمران نے گواہی دی کہ اس نے ولید کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا ہے-حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ شراب پی ہے تب ہی شراب کی قے کی ہے-آپ نے حضرت علیؓ کو حد جاری کرنے کا حکم دیا-حضرت علیؓ نے عبداللہ بن جعفر کو حد جاری کرنے کیلئے فرمایا، وہ کوڑے مارتے گئے اور حضرت علیؓ شمار کرتے گئے یہاں تک کہ چالیس کوڑے پورے ہو گئے تو آپ نے فرمایا بس ٹھہر جاؤ-نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چالیس کوڑوں کی سزا مقرر کی تھی-حضرت عمرؓ نے ۸۰ کوڑوں کی سزا دی-یہ دونوں سزائیں سنت ہیں، مگر مجھے سنت اولیٰ زیادہ پسند ہے-(۴۸)

دوسری طرف امام شافعی، ابوثور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ حد چالیس کوڑے ہیں جو کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں رائج رہے-یہ سزا بڑھانا حضرت عمرؓ کا ذاتی فعل تھا-

فقہاء کرام حد اور تعزیر کو اکٹھا کرنے کے بھی حق میں ہیں-ان کی رائے میں اصل سزا چالیس کوڑے بطور تعزیری سزا کے دیئے جا سکتے ہیں-یہاں ایک اور اعتراض کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مختلف روایات کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے زمانے میں شراب پر کوئی حد مقرر نہیں کی تھی بلکہ صرف تعزیر تھی-شرعی اصطلاح میں غیر متعین سزا کو تعزیر ہی کہا جاتا ہے-اگر دوسری روایات کا اعتبار کیا جائے جس میں کہا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں شراب نوشی کی سزا چالیس کوڑے مقرر تھی تو پھر یہ سزا یعنی چالیس کوڑے "حد" قرار پائے گی نہ کہ "تعزیر"-پھر صحابہ کرام کے دور میں جو چالیس سے زیادہ ضربات مقرر ہوئیں تو زائد ضربات حد نہیں بلکہ تعزیر ہونگی-امام کو شرعاً یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر حدود کے ذریعہ سے لوگوں کو جرائم کے ارتکاب سے باز نہ رکھا جا سکے تو حدود پر تعزیر کا اضافہ کیا جا سکتا ہے-(۴۹)

کیا شراب نوشی کی سزا حد ہے یا تعزیر

اس مسئلے پر اس سے قبل بھی بحث ہو چکی ہے:

قرآن حکیم میں شراب نوشی کو اعمال شیطان سے تعبیر کرتے ہوئے اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے-لیکن کوئی مخصوص سزا مقرر نہیں ہوئی-اسی طرح احادیث مبارکہ میں اگرچہ حرمت شراب سے متعلق متعدد احادیث وارد ہوئیں، لیکن سزا کی تحدید پھر بھی نہیں ہوتی-احادیث مبارکہ میں شراب پینے، پلانے اور بنانے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہے، اور ہر نشہ آور شئے حرام قرار دیا گیا-لہٰذا یہ بات مسلم ہے کہ شراب قرآن وسنت کی رو سے حرام اور منصوص علیہ جرم ہے-اور کسی کیلئے اس کی حرمت میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہی-قرآن حکیم میں اس کے لیے کوئی مقرر سزا بیان نہیں ہوئی، صرف اجتناب کا حکم دیا گیا-نبی کریم ﷺ کے دور میں شرابیوں کو کسی خاص سزا کے تعین کے بغیر جوتوں اور کھجور کی شاخوں سے مارا جاتا-اس کے بعد حضور ﷺ کے حکم سے شرابی کو ملامت کیا جاتا، یعنی لوگ شرابی سے کہا کرتے کہ تجھے رسول خدا سے بھی حیا نہیں، تو اللہ سے نہیں ڈرتا، وغیرہ-ان روایات کی بنیاد پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں شرابی پر کوئی شرعی حد مقرر نہ تھی، بلکہ صرف تعزیر تھی، کیونکہ شرعی اصطلاح میں غیر معین سزا کو تعزیر کہا جاتا ہے، لیکن بعض دوسری روایات کی رو سے حضور ﷺ کے زمانے میں شرابی کیلئے چالیس کوڑوں کی سزا مقرر تھی-اگر ان روایات کا اعتبار کیا جائے تو شراب نوشی کی سزا حد ہے نہ کہ تعزیر-

حضور ﷺ کے دور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور تک شراب نوشی کی سزا چالیس کوڑے تھی-حضرت عمرؓ کے دور میں جب لوگ شراب نوشی کا جرم زیادہ کرنے لگے تو آپ نے صحابہ کرام سے اس جرم کی سزا کے بارے میں مشورہ کیا-حضرت علیؓ بھی اس موقع پر موجود تھے-انہوں نے اس جرم کیلئے اسی (۸۰) کوڑے مقرر کرنے کے حق میں یہ دلیل

دی کہ---''اذا شرب سکر اذا سکر ہذیو اذا ہذا افتراء و حدامفتری ثمانون جلدہ''
(۵۴)(جب آدمی شراب پیتا ہے تو آپے میں نہیں رہتا، جب آپے میں نہیں رہتا تو ہذیان بکتا ہے، جب ہذیان بکتا ہے تو افتراء پردازی کرنے لگتا ہے- افتراء پردازی کرنے والے کی سزا اسی کوڑے مقرر ہیں) گویا اس جرم کو حد قذف پر قیاس کرلیا گیا- جمہور فقہاء شراب نوشی کیلئے اسی (۸۰) کوڑوں کبطور حد صحیح مانتے ہیں، جبکہ امام شافعی، ابوثور، داود ظاہری کہتے ہیں کہ حد چالیس کوڑے ہے، البتہ جو اضافی چالیس کوڑے ہیں یہ حضرت عمرؓ کا ذاتی فعل تھا- امام کو شرعاً یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر حدود کے ذریعہ سے لوگوں کو جرائم کے ارتکاب سے باز نہ رکھا جا سکے تو حدود پر تعزیر کا اضافہ کر سکتا ہے، جبکہ جمہور فقہاء نے حضرت عمرؓ کے اس فعل کو اجماع صحابہ قرار دیا ہے- اجماع اسلامی قانون کا اہم ماخذ ہے، جو فقہاء مئے نوشی کی سزا بطور حد چالیس کوڑے قرار دیتے ہیں، وہ ولید بن عقبہ کے کیس میں حضرت علیؓ کے اس قول سے بھی استنباط کرتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی میں چالیس کوڑے حد لگائی، اور حضرت عمرؓ نے حد اسی (۸۰) کوڑے لگائی- دونوں ہی سنت ہیں- مگر مجھے سنت اولی زیادہ پسند ہے''- ان فقہاء کی رائے یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا عمل حجت ہے نہ کہ جس کا ترک کرنا درست ہے، اور نہ عمل نبی کریم ﷺ کے برخلاف اجماع منعقد ہوسکتا ہے- اسی طرح حضرت علی کے اس قول سے بھی استنباط کیا جاتا ہے جو وہ فرمایا کرتے تھے کہ ''کسی کے حد کے باعث مرنے پر مجھے اتنا خیال نہیں ہوتا جتنا کہ شرابی کے مرنے پر ہوتا ہے- کیونکہ اسی کوڑے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے بعد لگانے شروع کر دیئے ہیں- پس اگر چالیس کوڑے لگانے سے شرابی مرجائے تو دیت واجب ہے- (۸۰) کوڑے ہیں اور اس میں اجماع صحابہ ہے- دنیا اسلام میں زیادہ تر عمل علمائے جمہور کی رائے کے مطابق ہے-

کہ شراب کی حرمت قرآن وسنت کے صریح نصوص سے ثابت ہے اور وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ بھی موجود ہے (PLD 1981 FSC 245) چالیس کوڑروں کی سزا بطور حد سنت سے ثابت ہے- اگر چالیس کوڑے حداً ثابت ہوں لیکن چالیس کوڑے لوگوں کو جرم سے روکنے کیلئے ناکافی ہوں اور لوگ اس کم سزا کی وجہ سے ارتکاب جرم سے باز نہ آتے ہوں تو تعزیری سزا کا اضافہ کیا جا سکتا ہے -اسی کوڑوں کی سزا پر اجماع امت ہے- اجماع اسلامی قانون کا تیسرا ماخذ ہے- اس میں تمام فقہاء کرام متفق ہیں- صرف خوارج اور معتزلہ حجیت اجماع کی مخالفت کرتے ہیں مخالفین اجماع میں نظام بصری کا نام سرفہرست ہے- ان کا مدعا یہ ہے کہ ایک مخصوص دور میں اسلامی دنیا کے تمام مجتہدین کا کسی خاص مسئلے پر متفق ہونا ممکن نہیں-

اجماع اگر ایک مخصوص دور یعنی دور صحابہ، تابعین یا تبع تابعین میں سے کسی دور میں منعقد ہو جائے تو آنے والے دور میں اس فیصلے کی مخالفت میں دوبارہ اجماع نہیں ہوسکتا- یعنی یہ chapter دوبارہ نہیں کھولا جا سکتا- حضور ﷺ کے دور میں اجماع کا سوال اس لئے پیدا نہیں ہوتا کہ حضور خود Lawgiver ہیں ان کے فیصلے سنت کہلائے جائینگے-

ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کی سنت پر بھی عمل کریں- آنحضرت کا ارشاد ہے، علیکم بسنتی و سنت خلفاء راشدین تم پر میری سنت کے علاوہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل لازم ہے

- اجماع صرف ان امور میں جائز ہے جو ظنی (Probables) ہوں قطعی (definitive) نہ ہوں- ظنی امور میں اس زمانے کے مجتہدین کا اتفاق قابل عمل ہے- پوری دنیا میں فقہاء اور علماء کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ شراب نوشی کی سزا اسی کوڑے ہیں-

جہاں تک صرف (Attempt) پر سزا دینے کا سوال ہے- یہ احکام اسلام سے اس لیے متعارض ہے کہ سزا سے متعلق اسلام کا بنیادی اُصول یہ ہے کہ- ۱- ''لاعقاب علی السیات''

جرم سے متعلق صرف سوچنے یا تیاری کرنے پر کوئی سزا نہیں-

آنحضرت کا فرمان ہے"ان اللہ تجاوز لامتی عما و سوست او حدثت انفسھما مالم یعمل بہ او تکلم "(موطا امام مالک جلد۲ صفحہ۲۸۶)(اللہ تعالی نے میری امت کو جو کچھ ان کے دلوں اور زبان پر ہوں، سزاؤں سے مبرا قرار دیا ہے جبتک وہ اس کو عمل شکل نہ دیں-)

اس طرح ایک اور جگہ فرمایا:

"من ھم بحسنۃ فلم یفعلھا کتب لہ حسنہ ومن ھم بسیئۃ فلم یفعلھا لم یکتب شیئا "(مسلم کتاب الایمان۲۰۳)(جس کسی نے نیک کام کا ارادہ کیا لیکن کسی وجہ سے کر نہ سکا، تو اس کے کھاتے میں نیکی لکھی جائے گی- اور جس کسی نے برائی کا ارادہ کیا لیکن کر نہ سکا، تو اس کے کھاتے میں کوئی برائی نہیں لکھی جائے گی)

وفاقی شرعی عدالت نے اپنے ایک فیصلے میں ارادے اور attempt سے متعلق یہ قرار دیا ہے کہ

"Mere intention not coupled with any preparation or attempt to translate the intention into action is not liable for any punishment. thus even after an intention to commit a crime followed by preparation to commit it, if a crime is not committed for some reason, the mere intention or preparation is not liable to punishment for the crime itself, unless preparation by itself is a crime.(PLD. 1993, FSC 47)"

At the end, it seems to be pertinent to fix the petition in Lahore and karachi apartfrom principal seat and invite the prominent Ulema representing various schools of thought, seeking their views in the light of Islamic injunctions regarding this particular issue.

Qazi Fazal Elahi 11/4/08